

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً.
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ كى دعا هميشه ہر احمدى كا روزمرہ كا معمول ہونا چاہئے۔

جب انسان یہ دعا کرتا ہے تو ہر وقت ایک کوشش کے ساتھ راستے کی ٹھوکروں سے بچنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آنے کے بعد ہمیں
لا پرواہ نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تلاش پہلے سے بڑھ کرنی چاہئے۔

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں
کے دورہ کے لئے سفر پر روانگی سے قبل احباب کو دعاؤں کی تحریک

مکرم بشیر احمد صاحب مہار (درویش قادیان) کی وفات اور
مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب کی شہادت کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 21 نومبر 2008ء بمطابق 21 ربیع الثانی 1387 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ - إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

رَبَّنَا لَا تُرِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

(آل عمران: 9)

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ بھی آپ نے سنا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت و تباب کا واسطہ دے کر اپنے دین کی مضبوطی کی دعا مانگی گئی ہے۔ ایک تو یہ کہ زمانے کے امام کو ماننے کی جو ہمیں توفیق دی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی تصدیق کرنے کی اے اللہ جو تو نے ہمیں توفیق دی۔ اے اللہ تو نے اپنے پیاروں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی امت میں آخرین میں جو آنحضرت ﷺ کا غلام صادق مبعوث فرما کر ہمیں اپنے فضل اور رحم سے اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر آنحضرت ﷺ جو اے اللہ! تیرے سب سے پیارے بندے ہیں ان کی پیشگوئی جو یقیناً آپ ﷺ نے تجھ سے سے اطلاع پا کر کی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوگا جو دائمی نظام ہے، جس سے جڑے رہنے سے وہ برکات حاصل ہونی ہیں جو اس مسیح و مہدی کی جماعت سے وابستہ ہیں، اے اللہ! تو نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے اس نظام سے بھی منسلک کر دیا۔ اب ہماری کوتاہیوں، ہماری لغزشوں، ہماری غلطیوں کی وجہ سے ان تمام انعامات سے جو تو نے ہم پر کئے محروم نہ کرنا۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے، اس سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ ہم تیرے آگے جھکتے ہوئے، تیرے سے یہ التجا کرتے ہیں کہ کبھی اس وجہ سے یا کسی تکبر، غرور اور نخوت کی وجہ سے یا کسی بھی صورت میں ہماری شامت اعمال کی وجہ سے ہمیں کبھی وہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوں جو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا کر دیں، یا ہمارے اندر اتنی کجی پیدا ہو جائے جو ہمارے ان اعمال کی وجہ سے جو تیری نظر میں ناپسندیدہ ہیں، ہمیں تیری رحمت سے محروم کر دیں۔ پس ہمیں ہمیشہ ایسے بُرے اور بدنصیب وقت سے بچا۔

اور پھر اس جامع دعا میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے محروم نہ رہنے کی دعا ہی نہیں سکھائی بلکہ یہ دعا ایک مومن بندے کو سکھائی کہ اس ہدایت پر ہم صرف قائم ہی نہ رہیں بلکہ یہ دعا کریں کہ اپنی طرف سے رحمت عطا کر، اپنی اس رحمت کی چادر میں لپیٹ لے جو ہمیشہ ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمارے ایمان میں اضافہ کرتی

رہے۔ ہم ایمان میں ترقی کرتے رہیں، ہم ایقان میں ترقی کرتے رہیں، ہم تقویٰ میں ترقی کرتے رہیں، ہمارا ہر آنے والا دن ہمیں ایمان اور تقویٰ میں گزشتہ دن سے آگے بڑھانے والا ہو۔

پس یہ خوبصورت دعا ہمیشہ ہر احمدی کار و زمرہ کا معمول ہونا چاہئے اور اگر حقیقی رنگ میں یہ ہمارا معمول ہو گی تو ہم اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے میں بھی شعوری کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی دیکھنے والے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں اور نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور نتیجہ نمازیں بھی ہماری حفاظت کر رہی ہوں گی۔ ایسے اعمال بجالانے کی کوشش کرنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ اعمال ہیں کیونکہ یہی اعمال ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں، ہدایت پر قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ (سورۃ یونس آیت نمبر 10) یعنی یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اور مناسب حال عمل کئے انہیں ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت دے گا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال ہدایت کا راستہ دکھانے کا باعث بنتے ہیں تو ایک مومن جب رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا کی دعا پڑھے گا تو اس کی برکات سے فیض پانے کے لئے، اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے، ہر کجی اور ٹیڑھے پن سے بچنے کے لئے، دعا کے ساتھ اپنے عمل بھی اسی طرح ڈھالنے کی کوشش کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے جو دعائیں ہم کرتے ہیں، تبھی قبولیت کا درجہ پائیں گی جب اس کے لئے ہم اپنی عبادتوں میں بھی تسلسل رکھیں گے اور اعمال صالحہ بجالانے کی بھی کوشش کریں گے۔ نظام جماعت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں کو اپنے ایمان پر ترجیح نہیں دیں گے۔ کسی جماعتی کارکن کے ساتھ معمولی ذاتی رنجشوں کی وجہ سے نظام جماعت کو اعتراض کا نشانہ نہیں بنائیں گے۔

پس جب انسان یہ دعا کرتا ہے تو ہر وقت ایک کوشش کے ساتھ راستے کی ٹھوکروں سے بچنے کی کوشش بھی کرنی ہوگی۔ ایک توجہ کے ساتھ یہ کوشش کرنی ہوگی۔ اگر کسی کے خلاف اس کے اپنے خیال میں جماعتی طور پر کوئی غلط فیصلہ بھی ہوا ہے تو جہاں تک اپیل کا حق ہے اسے استعمال کرنے کا ہر ایک کو حق ہے، اسے استعمال کر کے پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہئے بجائے اس کے کہ پورے نظام پر بدظنی کرے۔ دنیاوی نقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان سمجھ کر برداشت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ اگر شکوے پیدا ہونے شروع ہوں تو پھر یہ

بڑھتے بڑھتے جماعت سے دُور لے جاتے ہیں، خلافت سے بھی بدظنیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔
 پس اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ ایک تو کبھی ایسا موقع ہی پیدا نہ ہو کہ ہمارے دل میں کبھی نظام جماعت کے خلاف میل آئے۔ ہمارے اعمال ہی ایسے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور حکموں کے مطابق ہوں اور نظام کو ہمارے سے کبھی شکایت پیدا نہ ہو۔ اور اگر کبھی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جو ہماری کسی بشری کمزوری کی وجہ سے کسی امتحان میں ڈال دے تو کبھی ایسا نتیجہ نہ نکلے جس سے ہمارے ایمان کو ٹھوکر لگے اور نظام جماعت یا نظام خلافت کے بارے میں کبھی بدظنیاں پیدا ہوں اور یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ہمیں لاپرواہ نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تلاش پہلے سے بڑھ کر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے پرانے انبیاء کی اور قوموں کی مثال اس لئے دی ہے کہ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے مان لیا اب آئندہ ہمیں کسی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسی حوالے سے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ آنے والی جو ہدایت رکھی تھی اسے نہ مان کر وہ بگڑ گئے۔ جب بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں تو صرف اپنے علم اور سوچ کی وجہ سے انسان کا ذہن محدود ہو جاتا ہے اور ان کے بگڑنے کی بھی یہی وجہ تھی اور نہ صرف ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مغضوب اور ضاک کے زمرہ میں شامل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہر نماز کی ہر رکعت میں ہمیں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے وہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں سے سبق حاصل کرو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسی کی رحمت مانگتے رہو۔ اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچاؤ ورنہ جس طرح اُن کی دین کی آنکھ ختم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو بھول گئے، تم نہ کہیں بھول جانا۔ لیکن بد قسمتی سے اس پانچ وقت کی نمازوں کی دعا کے باوجود آج مسلمانوں کی اکثریت انہی قدموں پر چل رہی ہے جو خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ بدظنیاں اور اپنے آپ کو عالم سمجھنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”سورۃ فاتحہ میں خدا نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَ
 لَا الضَّالِّينَ (الفاتحة: 6-7) اس جگہ احادیث صحیح کی رو سے بکمال تواثر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
 سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپے رہے اور اس کی سخت

توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بھیجی جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے اور اَلضَّالِّينَ سے مراد عیسائیوں کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور تثلیث کے قائل ہوئے اور خونِ مسیح پر نجات کا حصر رکھا اور ان کو زندہ خدا کے عرش پر بٹھا دیا۔ اب اس دُعا کا مطلب یہ ہے کہ خدا یا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بن جائیں جنہوں نے مسیح کو کافر قرار دیا تھا اور ان کے قتل کے درپہ ہوئے تھے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دیں اور تثلیث کے قائل ہوں، چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اس اُمت میں سے مسیح موعود آئے گا۔ اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اسے کافر قرار دیں گے اور قتل کے درپہ ہوں گے اور اس کی سخت توہین و تحقیر کریں گے اور نیز جانتا تھا کہ اس زمانہ میں تثلیث کا مذہب ترقی پر ہوگا اور بہت سے بدقسمت انسان عیسائی ہو جائیں گے اس لئے اس نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی اور اس دعا میں مَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کریں گے وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ ہوں گے جیسا کہ اسرائیلی مسیح کے مخالف مَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ تھے۔

(نزول المسیح - روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 419)

پس ہم احمدی اُن خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مان کر مَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ سے بچنے کی دُعا قبول ہوتے دیکھی اور اَلضَّالِّينَ سے بچنے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں قبول فرمائی کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس پر قائم رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ دعا کرو کبھی دل ٹیڑھے نہ ہوں اور کبھی مَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ اور ضالِّین میں شامل نہ ہوں، یہ دعا پڑھنے کا مستقل حکم ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو اسے یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس دعا کو سمجھنے کی توفیق دے تاکہ اُمتِ مسلمہ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہو کر امت واحدہ کا حقیقی نظارہ پیش کرنے والی بن جائے اور ہر مسلمان کہلانے والا مسیح محمدی کی مخالفت چھوڑ کر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی صداقت کا مُصدّق بن جائے اور فروعی مسائل کے پیچھے چلنے کی بجائے اس دعا کے بنیادی پیغام کو سمجھنے والا بن جائے حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً۔ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ کی دُعا بہت پڑھا کرتے تھے۔

پھر ایک حدیث میں یہ بھی روایت ہے کہ جو حضرت شہر بن حوشب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ سلمہؓ سے پوچھا کہ اے اُمّ المؤمنین! آنحضرت ﷺ جب آپ کے یہاں ہوتے تھے تو کون سی دعا

کرتے تھے۔ اس پر اُمّ سلمہؓ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے کہ يَا مُقَلَّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے اس دعا پر مداومت کی وجہ پوچھی کہ آپ باقاعدگی سے اس کو کیوں پڑھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اُمّ سلمہ! انسان کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جس شخص کو ثابت قدم رکھنا چاہے اس کو ثابت قدم رکھے اور جس کو ثابت قدم نہ رکھنا چاہے اس کے دل کو ٹیڑھا کر دے۔ (سنن ترمذی۔.....)

پس دیکھیں کس قدر خوف کا مقام ہے اور ہمیں اپنے دل کو ٹیڑھا ہونے سے بچانے کے لئے کس قدر دعا کی ضرورت ہے کیونکہ بدظنیاں ہیں، چھوٹی چھوٹی شکایتیں ہیں جو پھر اتنی دُور لے جاتی ہیں کہ آدمی دین سے بھی جاتا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کا دل نعوذ باللہ ٹیڑھا ہو سکتا تھا۔ یقیناً نہیں اور کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کا دل تو خدا تعالیٰ کی یاد کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ آپ سے تو خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا کہ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران: 32) یعنی میری اتباع کرو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ پس آپ کا دل ٹیڑھا ہونے کا کیا سوال ہے۔ آپ کی پیروی تو گناہوں کی بخشش کے سامان کرنے والی ہے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا، جینا مرنا خدا تعالیٰ کے لئے تھا۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ نیند میں بھی میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن دماغ میں اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کی دُعا ہمارے لئے نمونہ قائم کرنے کے لئے تھی جو آپؐ کیا کرتے تھے اور اُمت کے لئے تھی کہ ان کے دل کبھی ٹیڑھے نہ ہوں اور جب مسیح و مہدی کا زمانہ آئے تو آنے والے مسیح موعود کو مان لیں۔ کاش کہ مسلمان اس اہم نکتہ کو سمجھیں۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ سچائی کو دیکھ لینے کے بعد، ان لوگوں کی نسلوں میں پیدا ہونے کے بعد جنہوں نے سچائی کو پایا اور اس کی خاطر قربانیاں دیں پھر انسان راستے سے بھٹک جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھنے اور ان سے حصہ لینے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بن جائیں۔ یہ مسلمان بھی سوچیں اور غور کریں۔ آج کل بھی دیکھ لیں کیا مسلمانوں کے حالات انہی باتوں کی نشاندہی نہیں کر رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر جو مسیح موعود آیا اس کو مسلمان اس لئے نہیں مانتے کہ اب ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔ دراصل یہ آج کل کے نام نہاد علماء اور مولوی کے مفاد میں نہیں ہے کہ اُمت مسلمہ مسیح موعود کو مانے کیونکہ اس سے ان کی

دکانداری ختم ہوتی ہے۔ اور بہانہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی یا مصلح نہیں آ سکتا کیونکہ آپ کی خاتمیت نبوت پر حرف آتا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ قرآن کریم ہمارے سامنے ہے ہمیں کسی مسیح مہدی یا مصلح کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جیسا کہ پہلے بھی ایک دفعہ میں اس پر کافی تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں خلافت کی ضرورت کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن جاہل یہ نہیں سمجھتے کہ مسیح موعود کے بغیر خلافت کا کوئی تصور پیدا ہو ہی نہیں سکتا اور مسیح موعود کا آپ کی اُمت میں سے آنا ہی آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن ان لوگوں کا قرآن سمجھنے کا دعویٰ تو ہے لیکن یہ چیز ان کو سمجھ نہیں آتی اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ان کا یہی فہم قرآن کریم ہمارے سامنے ہے کہ کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم بھی انہی پر کھلتا ہے یا انہی پر اس کی تعلیم روشن ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے چنیدہ ہوں اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اللہ تعالیٰ کے وہ چنیدہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے اسرار ہمیں کھول کر بتائے، اُن راستوں کی نشاندہی کی جن سے اس کا فہم حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”دینی علم اور پاک معارف کے سمجھنے اور حاصل کرنے کے لئے پہلے سچی پاکیزگی کا حاصل کر لینا اور ناپاکی کی راہوں کا چھوڑ دینا از بس ضروری ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ لَا يَمْسُةَ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (الواقعة: 80) یعنی خدا کی کتاب کے اسرار کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو پاک دل ہیں اور پاک فطرت اور پاک عمل رکھتے ہیں۔ دنیوی چالاکیوں سے آسمانی علم ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔“ (ست بچن۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 126)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”قرآنی حقائق صرف انہیں لوگوں پر کھلتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے۔“ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 612۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح و مہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے راستے پر ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاکوں کے اور کسی کی فہم اُس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے پاک کیا ہو اور پینا بنایا ہو۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود ﷺ۔ زیر سورة الواقعة۔ آیت 80۔ جلد چہارم۔ صفحہ 308)

پس اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہے اور صاف کیا ہے اور فہم قرآن عطا فرمایا ہے۔ پس یہ لوگ جتنا بھی زور لگائیں مسیح موعود کی مخالفت کر کے کبھی یہ

قرآن کریم کے اسرار کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور جتنی بھی دعائیں کر لیں، جب تک مسیح موعود کو ماننے کی طرف عملی قدم نہیں اٹھائیں گے ان کے دل ٹیڑھے رہیں گے۔

پس اُن کی حالت دیکھ کر جہاں ہمیں احمدی ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے وہاں ہمیشہ ہر قسم کے ٹیڑھ سے بچنے کے لئے دعائیں بھی کرتے رہنا چاہئے۔ اور جوں جوں دنیا مادیت کی طرف بڑھ رہی ہے اور خدا تعالیٰ کو بھول رہی ہے پہلے سے بڑھ کر یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انعام کی برکت سے کبھی محروم نہ کرے۔ ہمیشہ ہمیں ثبات قدم عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کو اپنی رحمت سے بڑھائے۔ رحمت عطا ہونے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے ہی سکھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار اور ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”قرآن شریف میں..... ایک جگہ فرمایا ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا (الاحزاب: 44) یعنی خدا کی

رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے۔ جس سے کافر کو یعنی بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہیں۔“

پھر فرمایا ”جو مؤمنین سے رحمت خاص متعلق ہے، ہر جگہ اس کو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے۔“

فرمایا: ”إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف: 57) یعنی رحیمیت الہی انہیں لوگوں سے قریب

ہے جو نیکو کار ہیں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے ”إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ۔ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (البقرة: 219) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے

وطنوں سے یا نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ میں کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہیں اور

خدا غفور اور رحیم ہے۔ یعنی اس کا فیضانِ رحیمیت ضرور ان لوگوں کے شامل حال ہو جاتا ہے کہ جو اُس کے مستحق

ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جس نے اُس کو طلب کیا اور نہ پایا۔“

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 451-452۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 11)

پس یہاں پھر واضح ہو گیا کہ رحمت بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے لیکن آتی ان کو ہے جو ایمان

میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور محسنین میں شامل ہونے کی جستجو کرتے ہیں۔ اور محسنین کون ہیں؟ محسنین وہ ہیں

جو نیک اعمال بجالانے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ ہر قسم کے

ٹیڑھ سے بچنے کی کوشش کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور نہ صرف ٹیڑھ سے بچنے کی کوشش ہے بلکہ محسنین میں شامل

ہونے کی کوشش کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگ جو نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتے ہیں وہی محسنین ہیں اور پھر عام اعمال ہی بجا نہیں لاتے بلکہ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق اس سوچ سے ہر کام کر رہے ہوتے ہیں کہ خدا کی ہم پر ہر وقت نظر ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نفس پرستیوں سے جدائی اختیار کرنے والے ہوں اور بچنے والے ہوں اور نیک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے ہمیشہ نفس پرستیوں سے بچنے والے ہوں، ہر قسم کی ٹیڑھ سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے بچنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جو انعامات اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں ان کی قدر کرنے والے بنیں اور پھر یہ رحمت ہم پر اور ہماری نسلوں پر بڑھتی اور پھیلتی چلی جائے۔

دوسرے ایک بات میں سفر کے حوالے سے دعا کے لئے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ سفر شروع ہونے والا ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ قادیان کے سفر پر جا رہا ہوں۔ قادیان کا انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ ہے۔ اس کے لئے دعا کریں کہ ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر شے سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت سے لوگ دنیا کے مختلف ممالک سے وہاں جا رہے ہیں۔ حکومت ہند کو اپنے مسائل کی وجہ سے بڑی تعداد میں ویزے دینے میں کچھ مشکلات ہیں۔ اس لئے ویزوں میں کچھ روک بھی پیدا ہو رہی ہے لیکن بہر حال کچھ کو مل گئے اور کچھ جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال حکومت نے کافی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام جانے والوں کو ہر طرح اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان روکوں کی وجہ سے جو خواہش کے باوجود جا نہ سکیں انہیں ان کی نیتوں کا اللہ تعالیٰ ثواب دے۔ بہر حال جانے والے بھی اور نہ جانے والے بھی مستقل دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حاسدوں اور شریروں کے شر سے ہر وقت بچائے کیونکہ ان لوگوں کی نظر تو ہر وقت جماعت پر رہتی ہے۔ اور جو وہاں قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

قادیان کے علاوہ انڈیا کی بعض دُور دراز کی جماعتوں کی خواہش تھی کہ ان کی جماعتوں میں بھی دورہ کیا جائے جو قادیان نہیں آسکتے۔ ہندوستان ایک بڑا وسیع ملک ہے اور غریب لوگ ہیں اس لئے نہیں آسکتے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ بعض دوسرے شہروں میں بھی جانے کا پروگرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جگہوں کے پروگرام بھی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور میرا یہ دورہ بے شمار برکات کا حامل ہو اور ان کو سمیٹنے والا ہو اور دشمن کا ہر حربہ اور چال ناکام و

نامراد ہو اور ہم جماعت کی ترقی ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرمائے اور کبھی ہم اس کے فضلوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہیں۔

اس کے علاوہ ابھی نمازوں کے بعد دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے درویش بھائی مکرم بشیر احمد مہار کا ہے جنہوں نے قادیان میں اپنی درویشی کی زندگی گزاری۔ 13 نومبر کو ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ قادیان کے ابتدائی درویشوں میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ساری زندگی بڑی درویشی کی حالت میں بسر کی ہے۔ باوجود اس کے کہ ان کو دو تین دفعہ ایسے موقعے میسر آئے کہ پاکستان جاسکتے تھے وہاں ان کا خاندان تھا ان کی جائیداد تھی، زمینیں تھیں لیکن انہوں نے کہا نہیں اب میں قادیان میں ہی رہوں گا۔ یہیں میرا مرنا اور دفن ہونا ہے۔ بڑے نیک، سادہ مزاج، نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو انسان تھے۔ بڑے خاموش طبع تھے۔ خلافت کے ساتھ بھی بڑا دلہانہ لگاؤ تھا۔ ہر تحریک پہ لبیک کہنے والے تھے۔ ان کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ موصی تھے۔ ان کی تدفین وہیں قطعہ خاص درویشان میں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ اپنے پیار کی نظر ان پر ڈالے۔

دوسرا جنازہ مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب کا ہے۔ آپ بورے والا میں نظارت بیت المال پاکستان کی طرف سے انسپکٹر بیت المال تھے۔ 18 نومبر کو دورے کے دوران جب آپ ضلع وہاڑی کا دورہ کر رہے تھے امیر صاحب کی رہائش گاہ کے قریب دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے، ان سے بیگ چھیننے کی کوشش کی اور مزاحمت پر فائر کیا اور یہ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی عمر 56 سال تھی۔ آپ کا تعلق بھی وہاڑی سے ہی تھا۔ اس لحاظ سے بھی میں اس کو جماعتی شہادت سمجھتا ہوں کہ میرا خیال ہے کہ بیگ میں بھی جماعتی سامان اور چیزیں اور کاغذات تھے اور ہو سکتا ہے رقم بھی ہو۔ اس لحاظ سے ان کی شہادت جماعتی شہادت بھی کہلا سکتی ہے، صرف ڈکیتی کی شہادت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔